السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاته

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق سورہ فاتحہ کے بغیر کوئی نماز نہیں ہوتی۔ کیا امام کی اقتداء میں سورۃ فاتحہ ہر رکعت میں پڑھنی چاہیے یا تیسری اور چوتھی رکعت میں پڑھنی چاہیے۔ جبکہ امام صاحب سورۃ فاتحہ خاموشی سے پڑھتے ہیں۔ قرآن وسنت کی روشنی میں ذرا تفصیل کے ساتھ جواب دیں تاکہ کوئی ابہام باقی نہ رہے۔ (ایک سائل)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاته!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی چاہے امام ہو یا منفرد ودو مقتدی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لاصلاة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب"

(اس شخص کی نماز نہیں ہوتی جو سورۃ فاتحہ نہ پڑھے۔ (صحیح بخاری: 756 و صحیح مسلم: 394

(اس حدیث کے راوی عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فاتحہ خلف الامام کے قائل وفاعل تھے۔ دیکھئے کتاب القرآءت للبیہقی (ص59 ح133، واسنادہ صحیح

(شارحین حدیث نے بھی اس حدیث سے وجوب (یعنی فرضیت) فاتحہ خلف الامام پر استدلال کیا ہے مثلاً اعلام الحدیث فی شرح صحیح بخاری للخطابی (1/500

علامہ محمود العینی الحنفی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں۔

"استدل بهذا الحديث عبدالله بن المبارك والأوزاعي ومالك والشافعي وأحمد وإسحاق وأبو ثور وداود على وجوب قراءة الفاتحة خلف الامام في جميع الصلوات"

عبداللہ بن مبارک، اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ، مالک (ایک قول میں) شافعی رحمۃ اللہ علیہ واحمد رحمۃ اللہ علیہ اسحاق رحمۃ اللہ علیہ، ابو ثور اور داؤد رحمۃ اللہ علیہ (ظاہری) نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ تمام نمازوں میں فاتحہ "خلف الامام واجب (فرض) ہے۔ (عمدۃ القاری ج6 ص10)

اس مسئلہ پر تفصیلی بحث کے لیے امام عبدالرحمن مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب تحقیق الکلام کا مطالعہ کریں۔ نیز راقم الحروف کی مختصر کتاب "الكواكب الدرية في وجوب الفاتحة خلف الامام في الجهرية" بھی اس مسئلے پر چھپ چکی ہے۔

سوال کی مناسبت سے فاتحہ خلف الامام کے چند خاص اور مختصر دلائل پیش خدمت ہیں۔

1 حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مقتدیوں کو فرمایا: اور تم میں سے ہر شخص سورۃ فاتحہ اپنے دل میں پڑھے۔ (جزء القراءت للبخاری: 255 وسندہ صحیح)

2 حدیث رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم (اس کا مفہوم بھی وہی ہے جو حدیث سابق کا ہے) جزء القراۃ للبخاری (ح61) ومسند احمد (410، 81، 5/60، 24/236)

(اسے بیہقی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے صحیح کہا ہے۔ (معرفۃ السنن والآثار 2/54 ح921) والكواكب الدریہ ص48

3 حدیث نافع بن محمود عن عبادہ۔

اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہری نماز میں قرآءت کرنے والے مقتدیوں کو فرمایا:

(جب میں جہر کے ساتھ قرآءت کر رہا ہوں تو تم میں سے کوئی شخص بھی سورۃ فاتحہ کے علاوہ اور کچھ نہ پڑھے۔ (سنن نسائی ج2 ص141 ح921

(بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ جو شخص سورۃ فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز نہیں ہوتی۔ (کتاب القرآءت للبیہقی ص64 وقال: هذا اسناد صحيح ورواته ثقات

اسے دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے حسن اور الضیاء المقدسی (8/346، 347 ح421) نے صحیح قرار دیا ہے۔

اس کے راوی نافع بن محمود جمہور محدثین کے نزدیک ثقہ ہیں۔

دیکھئے الکواکب (ص 53،54) انھیں خواہ مخواہ مجہول کہہ کر اس صحیح حدیث کو رد کرنا، بعد از اتمام حجت انتہائی ناپسندیدہ حرکت ہے۔

(۔ حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ۔ (جزء القرآءت للبخاری ص 17،18، رقم: 263 ونصر الباری ص 4112

(اس کی سند جمہور علماء کے نزدیک حجت ہے۔ (مجموع الفتاوی ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ ج 18 ص 8، الترغیب والترہیب ج 4 ص 576

(۔ حدیث مکحول رحمۃ اللہ علیہ عن محمود بن الربیع رحمۃ اللہ علیہ عن عبادہ کتاب القرآءت للبیہقی رحمۃ اللہ علیہ (ص 48، وفی نسخۃ 564

۔ سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جہری وسری نماز میں فاتحہ خلف الامام کا حکم دیتے تھے۔ 6

(المستدرک للحاکم ج 1 ص 239 وصححہ الذہبی السنن الکبری للبیہقی ج 2 ص 167)

اسے دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے (1/317 ح 1197 ح 1198) بھی صحیح کہا ہے۔

۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جہری (وسری) نماز میں فاتحہ خلف الامام کا حکم دیتے تھے۔ 7

(مسند الحمیدی: 980 وصحیح ابی عوانہ ج 2 ص 38 دوسرا نسخہ ج 1 ص 357 واصلہ فی صحیح مسلم)

۔ سیدنا ابوسعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فاتحہ خلف الامام کا حکم دیتے تھے۔ 8

(جزء القراء للبخاری ص 30،31، ح 57 نصر الباری ص 162،163 ح 105)

(اس کی سند حسن ہے۔ (آثار السنن ص 172 تحت حدیث: 358 للنیموی التقلیدی

(۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فاتحہ خلف الامام کا حکم دیتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ 91/374

امام بیہقی نے کہا:

(ہذا إسناد صحیح لا غبار علیہ" (کتاب القرآءت ص 198"

۔ عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر سابقہ صفحات میں گزر چکا ہے۔ 10

بعض لوگ فاتحہ خلف الامام کے خلاف بعض ایسے دلائل پیش کرتے ہیں جن میں فاتحہ کا ذکر نہیں اور نہ وہ اس مسئلے میں نص صریح ہیں بلکہ خود ان کا بھی دلائل پر عمل نہیں ہے۔ مثلاً اشرف علی تھانوی دیوبندی صاحب سے پوچھا گیا کہ:

بسا اوقات اسی جگہ جمعہ پڑھنے کا اتفاق ہوتا (ہے از ناقل) جہاں جمعہ کی اکثر شرائط (جو حنفیہ کے ہاں ضروری ہیں) مفقود ہوتیں "تو انھوں نے جواب دیا۔"

(ایسے موقعہ پر فاتحہ خلف الامام پڑھ لینا چاہیے تاکہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کی بناء پر نماز ہو جائے۔ "(تجلیات رحمانی 233 از قاری سعید الرحمن دیوبندی"

یہاں پر انھوں نے حنفی مذہب چھوڑ کر تلفیق بین المذاہب کا ارتکاب کیا اور پھر "وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ "الخ" "وإذا قرأ فأنصتوا" کو بھول کر جہری نماز میں فاتحہ کے قائل ہوگئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(حالانکہ حق یہی ہے کہ اس آیت کریمہ وحدیث پاک ودیگر دلائل کا تعلق فاتحہ خلف الامام سے نہیں ہے بلکہ ممانعت کلام یا ماعدا الفاتحہ وغیرہما پر محمول ہے۔ (شہادت، جولائی 1999ء

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاوی علمیہ

جلد 1۔ کتاب الصلاۃ۔ صفحہ 320

محدث فتویٰ